وہ نہایت سرگرم اور مخلص کارکن تھے۔ تنظیمی صلاحیت اعلیٰ درجہ کی رکھتے تھے۔ بڑے قاعدہ اور ضابطہ کے انسان تھے۔ ذہانت۔ دور اندیشی اور حسن تقریر و خطابت کے اوصاف کے ساتھ ساتھ بڑے بے باک۔ جری اور حق گو بھی تھے۔ جفاکش بلا کے تھے۔ وجاہت طلبی۔ شہرت پسندی اور تن آسانی سے اُن کو دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ کھانا پینا۔ پہننا اوڑھنا نہایت معمولی قسم اور ادنیٰ درجہ کا رکھتے تھے۔ ہزار خوبیوں کی ایک خوبی جس کی مثال ہمارے قومی کارکنوں میں بہت کم ملے گی یہ تھی کہ انھوں نے اپنے ایک پیسے کا بوجھ بھی قوم پر نہیں ڈالا۔ خود محنت مزدوری کر کے اپنی معاش پیدا کرتے تھے، قرآن مجید کا درس دینا اُن کا ایسا محبوب مشغلہ تھا کہ اُس کو جہاں کہیں بھی اور جس حالت میں بھی رہے کبھی ترک نہیں کیا۔ اس باب میں ان کا ایک خاص اسلوب تھا جس کی وجہ سے اُن کا درسِ قرآن عوام میں بہت مقبول ہوتا تھا اور لوگ بڑے شوق سے اُس میں شریک ہوتے تھے۔ لیکن اس درس کا کوئی معاوضہ لینا اُن کے نزدیک سخت گناہ تھا اور وہ ہمیشہ اُس سے اجتناب کرتے تھے۔ ادھر چند برسوں سے بھوپال میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور وہاں کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ وہیں ۲۲ر اور ۲۳ر ستمبر کی درمیانی شب میں کم و بیش ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

اُردو زبان کے مشہور ادیب اور افسانہ نگار کرشن چندر نے سفرِ روس سے واپس ہو کر ایک مضمون میں روس میں اُردو کی مقبولیت کا حال سنایا ہے اُس کے جستہ جستہ اقتباسات ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں موصوف لکھتے ہیں :۔

"نہ صرف ماسکو میں بلکہ روس کے دوسرے حصوں میں بھی جہاں جہاں میں گیا اُردو زبان نہایت مقبول اور معروف ہے۔ نہ صرف ماسکو یونیورسٹی میں اُردو پڑھائی جاتی ہے بلکہ ملک کی دوسری یونیورسٹیوں میں بھی سینکڑوں طلبا اور اساتذہ اُردو زبان سے گہری دلچسپی اور شغف کا ثبوت دے رہے ہیں تاشقند میں۔ بی سی میں سیرے دان میں۔ لینن گراڈ میں بہت سے اُردو جاننے والے اور بولنے والے ملے۔ جو اُردو زبان سے اُردو ادیبوں سے۔ مختلف اُردو ادیبوں کے مختلف شعری اور نثری

اندازِ بیان سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ ان لوگوں سے کئی بار گھنٹوں بات چیت ہوتی رہی اور میں نے دیکھا کہ زبان و بیان اور تلفظ کی دقتوں کے باوجود اور اس کے باوجود کہ یہ لوگ کبھی ہندوستان نہیں آئے تھے یہ لوگ اپنا مافی الضمیر اُردو زبان میں بخوبی ادا کر لیتے تھے۔ اور چند کا لب ولہجہ تو اس قدر صاف تھا کہ حیرت ہوتی تھی کہ یہ لوگ کبھی ہندوستان نہیں گئے اور پھر بھی اس قدر عمدہ اُردو کیسے بول لیتے ہیں اگر میں خود اپنی آنکھوں سے اُردو میں گفتگو کرتے ہوئے نہ دیکھ لیتا تو کبھی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ یہ لوگ دہلی اور لکھنؤ کے قرب وجوار میں کبھی نہیں رہے۔

ماسکو ریڈیو سے جو ایشیائی پروگرام نشر ہوتے ہیں ان میں اُردو ہندی اور بنگلہ کو ایک ممتاز درجہ حاصل ہے۔ شروع میں تینوں زبانوں کے لئے ایک ہی شعبہ تھا۔ لیکن اب تین مختلف شعبے قائم ہو چکے ہیں۔ اُردو کا ایک الگ شعبہ قائم ہے اور اس میں بڑے سلیقہ سے کام ہوتا ہے اور اس کے پروگرام سوویٹ روس کے باہر اور خود سوویٹ روس کے اندر بڑی دلچسپی سے سنے جاتے ہیں سیاسی اور سماجی خبروں کے علاوہ ادبی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ اُردو شاعری۔ اُردو افسانہ اور اُردو تنقید پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

اُردو کا چرچا سوویٹ ادیبوں کی انجمن کے ذریعہ سے خاص طور پر ہو رہا ہے یوں تو ہندوستان کی سبھی زبانوں سے سوویٹ روس کی زبانوں میں تراجم منتقل کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان میں اُردو کو ایک موقر اور ممتاز جگہ حاصل ہے اس وقت تک ہندوستان کی مختلف زبانوں سے ایک سو سولہ (۱۱۶) ادیبوں کی تخلیقات کو ترجمہ کے ذریعہ سے روسی زبان میں منتقل کیا جا چکا ہے لیکن ان میں ٹیگور کو چھوڑ کر پھر اُردو ادیبوں کا ہی نمبر آتا ہے جن کی کتاب وہاں لاکھوں کی تعداد میں چھپتی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہیں۔"

(منقول از اُجالا مورخہ ۳۰ ستمبر ۵۶ء)

جو لوگ اُردو زبان کی عظمت بلکہ سرے سے اُس کے وجود سے ہی منکر ہیں اب فرمائیں فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔